

**نارتھ ویسٹرن تھیالوجیکل سیمینری**

**Northwestern Theological Seminary**

**مسیحی عبادت کے بنیادی اصول (FUNDAMENTALS OF CHRISTIAN WORSHIP)**

سوال نمبر 1: عبادت کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: **عبادت:** ہر اُس ارادے ، نیّت ، عمل کو کہتے ہیں جس سے ہم خُدا کو خُوش کر سکتے ہیں۔ ہر وہ خُوبصورت مقصد جس سے ہم خُدا کی رضا حاصل کرسکتے ہیں۔ ضرور ہے کہ ہم نے حسد ، بُغض کو نہیں رکھنا اور دُوسروں کو محفوظ رکھنا ہے۔

خدا نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کا جلال ظاہر کرے اور ہمیشہ اس کے ساتھ خوش رہے۔ عبادت انسان کا ایک اعلیٰ عمل ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا واحد عمل ہے جس سے صرف خدا کا جلال مقصود ہے۔ کسی نے یوں کہا ہے کہ "ایک ہی طریقہ ہے جس ہم خدا کے جلال لے لئے عمل کرنا سیکھیں۔" یعنی کہ ہم کوئی ایسا متواتر عمل کرتے رہیں جس کا خدا کے جلال کے سوا کوئی اور مقصد نہ ہو۔ چنانچہ عبادت کے وقت ہم بالکل یہی کرتے ہیں۔ جو وقت ہم اپنے گھٹنوں کے بل صرف کرتے ہیں خدا اس کی اس لئے نہیں قدر کرتا کہ وہ تمام دوسرے وقت سے زیادہ قابلِ قدر ہے ۔ بلکہ اس لئے کہ ان خاص اوقات کااثر ہمارے سب اوقات پڑے۔ عبادت ہی وہ واحد طریقہ ہے جو اس مقصد کو پورا کرتا ہے اور ہم یقین کے ساتھ اس امر کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ عبادت کرنا محض وقت ضائع کرتا ہے کیونکہ عبادت کرنے کچھ نہیں ملتا وہ زندگی کے اصل مقصد سے مکمل طور پر ناآشنا ہے۔دراصل عبادتِ الٰہی سے ہی سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عبادت ہی تمام باتوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور انسان کی زندگی کو ایک بالکل نئی سطح پر اٹھاتی ہے۔ جہاں کسی کلیسیاء کی عبادت میں غفلت ہوتی ہے، وہاں وہ کلیسیا دیگر امُور میں کتنی ہی مشغول کیوں نہ ہو، اس کی غفلت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کلیسیاء روحانی طور پر بے پھل ہے، اور شخصی زندگی میں بھی یہی حال ہوتاہے۔ جب تک کوئی کلیسیا عبادت کی طرف رجوع نہیں کرتی اس کی بیداری کا واقع ہونا محال ہے۔

بعض مسیحی کلیسیاؤں نے عبادت کو محض اپنی روحانی ترقی کا وسیلہ خیال کیا اور یوں انہوں نے عبادت کے دیگر حصوں پر وعظ کو مقدم جگہ دی کیونکہ وعظ میں خاص طور سامعین کی روحانی ترقی مقصود ہوتی ہے۔ بہر حال یہ عبادت کے معنوں کے متعلق ایک غلط فہمی ہے۔ لازم ہے کہ عبادت میں ہم نہ اپنی طرف نہ دیگر انسانوں کی طرف بلکہ صرف خدا کی طرف متوجہ ہوں۔ بے شک حقیقی عبادت سے روحانی ترقی ہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ عبادت میں ہم زندہ خدا سے ملتے ہیں جس کی رفاقت پر ہماری روحانی زندگی موقوف ہے۔ لیکن اگر عبادت میں ہمارا مقدم مقصد روحانی ترقی ہے، تو ہم نے ابھی تک صحیح طور پر خدا کی عبادت کرنا نہیں سیکھا، لہٰذا ضرور ہے کہ ہم خود نہیں بلکہ وہی ہماری عبادت کا مرکز ہو۔ ایسی عبادت کی بہت سی تصویریں ہیں جس کا مرکز خدا ہے۔

کلامِ مقدس میں شاید سب سے واضح سرافیم کی عبادت ہے

" (1) جِس سال میں عُزیّاہ بادشاہ نے وفات پائی مَیں نے خُداوند کو ایک بڑی بُلندی پر اُونچے تخت پر بَیٹھے دیکھااور اُس کے لِباس کے دامن سے ہَیکل معمُور ہو گئی۔(2) اُس کے آس پاس سرافِیم کھڑے تھے جِن میں سے ہر ایک کے چھ بازُو تھے اور ہر ایک دو سے اپنا مُنہ ڈھانپے تھااور دو سے پاؤں اور دو سے اُڑتا تھا۔(3) اور ایک نے دُوسرے کو پُکارا اور کہا قُدُّوس قُدُّوس قُدُّوس ربُّ الافواج ہے ۔ ساری زمِین اُس کے جلال سے معمُور ہے۔(4) اور پُکارنے والے کی آواز کے زور سے آستانوں کی بُنیادیں ہِل گئِیں اور مکان دُھوئیں سے بھر گیا۔(5) تب مَیں بول اُٹھا کہ مُجھ پر افسوس! مَیں تو برباد ہُؤا! کیونکہ میرے ہونٹ ناپاک ہیں اور نِجس لب لوگوں میں بستا ہُوں کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ ربُّ الافواج کو دیکھا۔" (یسعیاہ 6: 1-5)

اُن کا گیت مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں میں پہلی صدیوں سے لے کر آج تک مسیحی عبادت میں استعمال ہوتا آیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح ہمیں بتاتا ہےکہ خدا اپنے لئے سچے پرستار ڈھونڈتا ہے۔ (یوحنا 4: 23)

اور بزرگ پولس کہتے ہیں ! "کیونکہ مختُون تو ہم ہیں جو خُدا کے رُوح کی ہدایت سے عِبادت کرتے ہیں اور مسِیح یِسُو ع پر فخر کرتے ہیں اور جِسم کا بھروسا نہیں کرتے۔" (فلپیوں 3: 3)

کیونکہ عبادت انسان کا ایک اعلیٰ عمل ہے لہٰذا عبادت کرانا ایک لحاظ سے خادم الدین کے فرائض میں سب سے مقدم کام ہے جس کے لئے بہت سوچ بچار اور تیاری کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس میں ناکم رہیں تو اپنی ساری خدمت میں ناکما ہوتے ہیں اور ہم تب ہی اس میں کامیاب ہوسکتے ہیں جب ہم نے خود درستی سے عبادت کرنا سیکھا ہے۔

**پرستش**

اور نجات یافتہ لوگ ستائش کو خُدا باپ کی حمد کو اپنی زندگی میں بہت اہمیت دیتے ہیں کیونکہ وُہ جانتے ہیں کہ وُہ کیا خُوبصورت مخلوق ہیں اور اُن کو بنانے والا کِتنا عظیم ہے۔

جو چیزیں ہم اِستعمال کرتے ہیں کیا وُہ مسح شُدہ اور مخصوص ہیں؟ کیا اُن پر ہم دُنیاوی میوزک تو اِستعمال نہیں کرتے؟ اور ہم نے کِن لوگوں کو پرستش کے لئے دعوت دی ہے ، کیا وُہ خُدا باپ کی مرضی کے مطابق پرستش کرتے ہیں۔

یونانی زبان میں پرستش کے لئے جو لفظ اِستعمال ہُوا ہے اُس کا مطلب ہے**" کِسی چیز کو سرہانا"، "کسی چیز کو اہمیت دینا"**

**(ا) رُوح اور سچائی سے پرستش کرنا**

**یُوحنا4: *21*** یسو**ع** نے اُس سے کہا اے عورت ! میری بات کا یقین کر کہ وہ وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اِس پہاڑ پر باپ کی پرستش کروگے اور نہ یروشلم میں۔ْتم جسے نہیں جانتے اُس کی پرستش کرتے ہو۔ ***22*** ہم جسے جانتے ہیں اُس کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔***23*** مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش رُوح اور سچائی سے کرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔***24*** خُدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اُس پرستاررُوح اور سچائی سے پرستش کریں۔***25*** عورت نے اُس سے کہا میں جانتی ہوں کہ مسیح جو خرِستُس کہلاتا ہے آنے والا ہے۔ جب وہ آئیگا تو ہمیں سب باتیں بتادیگا۔

سچائی کا مطلب ہے عِلم کے لحاظ سے جانتے ہُوئے کہ وُہ خُدا کِس قدر عظیم ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو رُوح کے لحاظ سے اور سچائی سے پرستش نہیں کرتے۔

فلپیوں3:3 کِیُونکہ مختُون تو ہم ہیں جو خُدا کے رُوح کی ہِدایت سے عِبادت کرتے ہیں اور مسِیح یِسُوع پر فخر کرتے ہیں اور جِسم کا بھروسا نہِیں کرتے۔  
جِس طرح ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص رُوح سے گا رہا ہے یا اچھی پرفارمنس دے رہا ہے۔ مگر ہم نے رُوح اور سچائی کے ساتھ اُس کی ستائش کرنی ہے تاکہ اُس کے نام کو جلال مِلے اور اُس کی مرضی کو جانتے ہُوئے پرستش کرنی ہے۔ پرستش دو طرح سے ہونی چاہئے۔

**1۔ شخصی طور پر:**

شخصی طور پر ہم کسی بھی وقت خُداوند کی پرستش کرسکتے ہیں اور ہر وقت کسی بھی جگہ اپنے خُداوند کے نام کے لئے حمد کے گیت گا سکتے ہیں اور اُس کی حضوری میں رہ سکتے ہیں۔

**2۔ اِجتمائی طور پر**اِجتمائی طور پر پرستش ہم جماعت کے ساتھ مِل کر تے ہیں اور مختلف سازوں سے اور تالیاں بجاکر اُس کی پرستش کرتے ہیں اور بُلند آواز کے ساتھ خُداوند کے نام کے نعرے لگاتے ہیں جِس نے یسوع نام کے وسیلہ سے ہماری زندگیوں کو بچایا۔

خرُوج20: ***1*** اور خُدا نے یہ سب باتیں اُنکو بتائیں۔ ***2*** خُداوندتیرا خُدا جو تُجھے مُلِک مصر سے غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہُوں۔***3*** میرے حضور تُو غیر معبودوں کو نہ ماننا ۔***4*** تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مُورت نہ بنا نا ۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔***5*** تو اُنکے آگے سجدہ نہ انکی عبادت کرنا کیونکہ میں خُداوند تیرا خُدا غیور خُدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں انکی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں ۔  
جب ہم خُدا کو چھوڑ کسی کی عبادت کرتے ہیں تو اِس بات سے خُداوند کو طیش آتی ہے کیونکہ وُہ ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ہم صرف اُسی کی عبادت کریں جو ہماری سُنتا ہے اور ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آیا۔اگر ہم غیر معبودوں کی پرستش کریں گے تو یہ خُدا کو کراہیت دینے والی بات ہے اور خُدا کے مخالف چلنے والی بات ہے ، مگر ایسا کوئی جو اُس کے مخالف کھڑا ہوسکے اِس لئے ضرور ہے کہ ہم صرف خُداوند ہی کی عبادت کریں۔

**استشنا5: *6*** تب اُس نے کہا خداوند تیرا خدا جو تجھ کو مُلک مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں ۔ ***7*** میرے آگے تُو اور معبودوں کو نہ ماننا ۔

اُس نے ہمیں صرف اپنی ہی عبادت کا حُکم دِیا اور اِسی ہم کسی غیر معبود کے آگے نہیں جھُکتے کیونکہ ہمارا زندہ خُدا ہماری ڈھال ہے۔اور اِسی لئے ہمیں اُس نے عبادت کے لئے کہا۔

**استشنا 6: *4*** سُن اے اسرائیل ! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے ۔ ***5*** تُو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ ۔***6*** اور یہ باتیں جنکا حکم آج میں تجھے دیتا ہوں تیرے دل پر نقش رہیں ۔***7*** اور تُو اِنکو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے وقت اِنکا ذکر کیا کرنا ۔***8*** اور تُو نشان کے طور پر اِنکو اپنے ہاتھ پر باندھنا اوروہ تیری پیشانی پر ٹیکوں کی مانند ہوں ۔  
ہمیں پرستار بننا ہے نہ کہ ہم نے کوئی بناوٹی کام کرنا ہے کیونکہ ہم نے اُس کے نام میں اپنے سارے دِل اور ساری جان اور عقل سے اُس سے مُحبت رکھنی ہے۔ کیونکہ ہمارے سوچوں اور خیالوں میں صرف ایک ہی نام ہے اور ہمارا خُداوند ہے جو ہمارے ساتھ رہا اور آج یسوع مسیح کہ سبب سے ہم میں سکونت کرتا ہے، اور اِسی لئے ہم ہر وقت اُسی میں مسرور رہتے ہیں اور اُس کی نغمہ سرائی کرتے ہیں کیونکہ ہم نے اُس کے بڑے کام دیکھے ہیں۔

**یسعیاء6: *2*** اُس کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے جن میں سے ہر ایک کے چھ بازو تھے اور ہر ایک دو سے اپنا مُنہ ڈھانپے ہوئےتھا اور دو سے پاؤں اوردوسے اڑتا تھا۔ ***3*** اور ایک نے دوسرے کو پُکارا اورکہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے۔ ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہے۔

خُدا نے فرشتوں کو صرف اِس لئے پیدا کیا کہ وہ اُس کی پرستش کریں، اور انسان کو بھی اِسی لئے پیدا کیا کہ وہ اپنی مرضی سے خُداوند اپنے خُدا کی عبادت کرے اور صرف اُسی کے نام کی ستائش کرے تاکہ زمین کی ساری معموری اُس کے نام کی ستائش سے معمور ہو جائے۔

خروج 25: ***22*** وہاں مَیں تجھ سے ملا کرونگا اور اُس سر پوش کے اُوپر سے اور کروبیوں کے بیچ میں سے جو عہد نا مہ کے صنُدوق کے اُوپر ہو نگے اُن سب احکام کے بارے میں جو مَیں بنی اِسرائیل کے لئے تجھے دُونگا تجھ سے بات چِیت کیا کرُونگا ۔  
ہمارے خُداوند کا وعدہ ہے کہ وُہ ہمارے درمیان رہے گا اور وُہ اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے درمیان موجود ہے اِسی لئے وہ آج ہماری دُعاؤں کا جواب دیتا ہے۔ وُہ لوگ جو کہتے ہیں کہ خُدا ہماری سُنتا نہیں۔ اُن سے پوچھیں آپ پرستش کِس کی کرتے ہیں؟ کیونکہ ہمارا خُدا جو ہم سے مُحبت کرتا ہے وُہ ہمیشہ ہماری دُعاؤں کا جواب دیتا ہے۔

**(ب) اپنے طریقوں سے عبادت کرنا**

احبار10: ***1*** اورندب اور ابہیو نے جو ہارون کے بیٹے تھے اپنے اپنے بخوردان کو لیکر ان میں آگ بھری اور اس پر اور اوپری آگ جسکا حکم خداوند نے انکو نہیں دیا تھا خداوند کے حضور گذرانی۔ ***2*** اور خداوند کے حضور سے آگ نکلی اور ان دونوں کو کھاگئی اور وہ خداوند کے حضور مرگئے۔

اور اکثر ہمارا طریقہ بھی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ ہم خُدا کی مرضی کو نہیں جانتے بس اپنے طریقوں سے ستائش کرتے ہیں، بعض دفعہ ہم کہتے کہ سب "خان صاحبوں" کو ہم نے دعوت دینی ہے چاہے وُہ نشہ کرکے ہی کیوں نہ ستائش کریں۔ جب کہ ہماری ٹیچنگ یہی ہے کہ ہم نے اُس کی مرضی کے مطابق پرستش کرنی ہے۔

**(ج) ایسی پرستش کو خُدا پسند نہیں کرتا (غلط روًیہ)**

اگر ہم میں غرور آجائے کہ میری پسند کے لوگ نہیں بیٹھے مَیں گیت نہیں گاؤں گا۔ اور میری مرضی کے سازِندے نہیں تو مَیں پرستش نہیں کر سکتا۔ اِس طرح سے غلط رویہ رکھنے والے لوگوں کی پرستش کو خُدا پسند نہیں کرتا۔

**(د) خُدا کی مرضی کے مطابق**

**شُکر گُزاری کے ساتھ، حمد کے ساتھ، اور پاکیزگی کے ساتھ اُس کی پرستش کرنی ہے۔**ستائش کا مطلب ہے کہ ہم نے خُدا کو کُچھ دینا ہے، اِس کا مطلب ہم نے خُدا کو کُچھ دینا ہے لینا نہیں۔ جبکہ پرستار کہتے ہیں کہ مَیں پرستش کرُوں گا تو مُجھے مِلے گا کیا؟

پرستار وہی ہوتے ہیں جو نجات یافتہ ہوتے ہیں اور رُوح اور سچائی سے پرستش کرتے ہیں۔ اور بچے سب سے زیادہ سچائی سے پرستش کرتے ہیں، کیونکہ اُن میں چھل نہیں ہوتا اور جھُوٹ نہیں ہوتا۔ اور جب ہم میں جُھوٹ نہیں ہوتا تو تب ہی ہم پرستش کرتے ہیں جو خُدا ہم سے چاہتا ہے۔ اور ہم وہ خدمت کرتے ہیں جو خُدا ہم سے چاہتا ہے۔کیونکہ جب ہم اُس کی مرضی کو پُورا نہیں کرتے تو ہماری زندگی میں ویرانیاں آتی ہیں۔

اسیموئیل13: ***14*** لیکن اب تمہاری بادشاہت قائم نہیں رہے گی ۔ خدا وند اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جو اس کی اطاعت کی ۔ خدا وند نے اس آدمی کو پا لیا اور خدا وند اس کے لوگوں کے لئے اس کو نیا قائد چُن رہا ہے ۔ تم نے خدا وند کے احکام کی پا بندی نہیں کی اس لئے خدا وند نئے قائد کو چُن رہا ہے ۔جب ساؤل نے خُداوند کے حُکم کے مطابق عمل نہ کِیا تو خُداوند نے اپنے بندہ سیموئیل کی معرفت اُسے پیغام دِیا کہ تُونے خُداوند کی بات نہیں مانی اِس لئے اَب تیری بادشاہت قائم نہ رہے گی اور کیونکہ خُداوند ایسے رہنماؤں کو چُنتا ہے جو اُس کی مرضی کے مطابق چلیں۔ اور پھر خُداوند نے داؤد کو یہ کہہ کر چُنا کہ داؤد مُجھے میرے دِل کے مطابق مِل گیا ہے۔

زبُور51: ***15*** اَے خُداوند !میرے ہونٹوں کو کھول دےتو میرے منُہ سے تیری سِتائش نِکلیگی۔ ***16*** کیونکہ قُربانی میں تیری خُوشنو ُدی نہیں ورنہ میُں دیتا ۔ سو ختنی قُربانی سے تجھے کُچھ خُشی نہیں۔***17*** شکِستہ روُح خُدا کی قُربانی ہے۔ اَے خُدا تُو شِکستہ اور خستہ دِل حقِیر نہ جانیگا۔  
ہماری ایسی سوچ ہونی چاہئے کہ خُدا کہے کہ یہ دِل میری مرضی کہ مطابق ہے، کیونکہ جتنا ہم اُس کے متعلق جانیں گے کہ وہ کتنا عظیم ہے تو اُتنی ہی اُس کی پرستش کریں گے۔کیونکہ پرستش ہمارا پہلا حصہ ہے۔ کیونکہ چرچ کا پہلا کام رُوحوں کو جیتنا نہیں بلکہ عبادت کا ہے۔

زبور24: ***3*** خُداوند کے پہاڑ پر کون چڑھیگا اور اُس کے مقدس مقام پر کون کھڑا ہوگا؟ ***4*** وہی جس کے ہاتھ صاف ہیں اور جسکا دِل پاک ہے۔ جس نے بطالت پر دِل نہیں لگایا اور مکر سے قسم نہیں کھائی۔

کیونکہ وہی لوگ اُس کی بادشاہی کے وارث ہوتے ہیں جو اُس کی ستائش پاک دِل سے کرتے ہیں اور اپنا دِل بطالت پر نہیں لگاتے، بلکہ خُداوند کی حضوری میں مگن رہتے ہیں۔اور خُداوند اُن کو اِس بات کا اجر دیتا ہے کہ وُہ اُس کے ساتھ اُس کے گھر میں رہیں کیونکہ اُنہوں نے پاک دِل سے، صاف ہاتھوں سے خُدا کی خدمت کا کام کِیا۔

عبرانیوں13: ***15*** پَس ہم اُس کے وسِیلہ سے حمد کی قُربانی یعنی اُن ہونٹوں کا پھَل جو اُس کے نام کا اِقرار کرتے ہیں خُدا کے لِئے ہر وقت چڑھایا کریں۔

ہمیں ہر وقت پرستش اور شُکر گُزاری کرنی ہے اور اپنے ہونٹوں کا پھل ہمیشہ اُس کے حضور دیتے رہنا ہے۔ عبرانیوں کے خط میں ہمیں ہر وقت پرستش کرتے رہنے کا کِتنا اچھا جواب مِلتا ہے۔

رومیوں12: ***1*** پَس اَے بھائِیو۔ مَیں خُدا کی رحمتیں یاد دِلا کر تُم سے اِلتماس کرتا ہُوں کہ اپنے بَدَن اَیسی قُربانی ہونے کے لِئے نذر کرو جو زِندہ اور پاک اور خُدا کو پسندِیدہ ہو۔ یہی تُمہاری معقُول عِبادت ہے۔ ***2*** اور اِس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہوجانے سے اپنی صُورت بدلتے جاؤ تاکہ خُدا کی نیک اور پسندِیدہ اور کامِل مرضی تجربہ سے معلُوم کرتے رہو۔***3*** مَیں اُس تَوفِیق کی وجہ سے جو مُجھ کو مِلی ہے تُم میں سے ہر ایک سے کہتا ہُوں کہ جَیسا سَمَجھا چاہئے اُس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سَمَجھے بلکہ جَیسا خُدا نے ہر ایک کو اندازہ کے مُوافِق اِیمان تقسِیم کِیا ہے اِعتدال کے ساتھ اپنے کو وَیسا ہی سَمَجھے۔  
ہمیں وارننگ بھی مِلتی ہے کہ ہم نے اِس جہان کے ہم شکل نہیں ہونا بلکہ مسیح کا لباس پہن کر ویسے ہی کام کرنے ہیں۔ کیونکہ جب ہم اُس کی مرضی کے مطابق اُس کی عبادت کریں گے تو ہمارا خُداوند ہم پر اپنی مرضی کو عیاں کرتا ہے اور ہم اُس میں رُوحانی تجربات کے ساتھ کامل ہوتے جاتے ہیں۔اور پھر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ۔۔۔۔۔۔

**کِس لحاظ سے ہم خُدا کی پرستش کرسکتے ہیں**  
1۔اپنے بدن کے اِستعمال سےہم خُدا کی پرستش کرسکتے ہیں۔

2۔ اپنے کردار کو صاف رکھ کر ہم اُس کی پرستش کر سکتے ہیں کیونکہ ہم اُس کا مکدس ہیں اور جب ہم خُود کو خُدا کی مرضی کے مطابق ڈھالیں گے تو لوگ ہمیں مسیح کا جانیں گے۔

3۔ ہم اپنے ہاتھوں کا اِستعمال کرکے اُس کے نام کو جلال دے سکتے ہیں، ہم کوئی میوزک بجا کر اُس کے نام کی ستائش کرسکتے ہیں۔

ہم بیٹھ کر چلتے پھرتے پرستش کر سکتے ہیں۔ کیا پالُس اور سیلاس کی طرح ہمارے پاؤں زمیں میں ٹھوک دیئے جائیں تو کیا ہم تب بھی پرستش کریں گے؟

جی بالکل! ہم ہر حال میں اپنے خُداوند کی پرستش کریں گے اِسی لئے تو کئی بار پرستش ہی میں بیمار شفاء پا جاتے ہیں۔ اور بدرُوح گِرفتہ آزاد ہوتے ہیں اور لوگ اپنی زندگیاں ہمیشہ خُداوند کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

سوال نمبر 2: عبادت کیا ہے۔ عبادت کیسے خدا کی تمجید اور شخصی ملاقات کا ذریعہ ہے؟

جواب: **عبادت:** ہر اُس ارادے ، نیّت ، عمل کو کہتے ہیں جس سے ہم خُدا کو خُوش کر سکتے ہیں۔ ہر وہ خُوبصورت مقصد جس سے ہم خُدا کی رضا حاصل کرسکتے ہیں۔ ضرور ہے کہ ہم نے حسد ، بُغض کو نہیں رکھنا اور دُوسروں کو محفوظ رکھنا ہے۔

1. عبادت حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے بھید کا احساس ہے

کسی نےاس کی یوں تعیف کی ہے کہ مخلوق کا خالق کے بے پایاں بھید کے سامنے اپنے تئیں پست کرنا عبادت ہے۔ ایک ایسا خدا جس کے متعلق کوئی بھید نہ ہوتا اور جسے ہم پوری طرح سے سمجھ سکتے وہ خدا نہ کہلاتا۔ جیسے جیسے اہلِ اسلام کے لئے ہے ویسے ہی مسیحیوں کے لئے بھی خدا الغیب ہے، کیونکہ وہ ہماری انسانی سمجھ سے نہایت ہی بالاتر ہے۔

"(25) وہ قُدُّوس فرماتا ہے تُم مُجھے کِس سے تشبِیہ دو گے ؟ اور مَیں کِس چِیز سے مُشابہ ہُوں گا۔

(26) اپنی آنکھیں اُوپر اُٹھاؤ اور دیکھو کہ اِن سب کا خالِق کَون ہے۔ وُہی جو اِن کے لشکر کو شُمار کر کے نِکالتاہے اور اُن سب کو نام بنام بُلاتا ہے اُس کی قُدرت کی عظمت اور اُس کے بازُو کی توانائی کے سبب سے ایک بھی غَیرحاضِر نہیں رہتا۔

(27) پس اَے یعقُو ب! تُو کیوں یُوں کہتا ہے اور اَے اِسرائیل !تُو کِس لِئے اَیسی بات کرتا ہے کہ میری راہ خُداوندسے پوشِیدہ ہے اور میری عدالت میرے خُدا سے گُذر گئی؟۔

(28) کیا تُو نہیں جانتا؟کیا تُو نے نہیں سُنا کہ خُداوندخُدایِ ابدی و تمام زمِین کا خالِق تھکتا نہیں اور ماندہ نہیں ہوتا؟ اُس کی حِکمت اِدراک سے باہر ہے۔" (یسعیاہ 40: 25-28؛ )، رومیوں 11 باب۔ بے شک مسیح میں انسان کو عجیب طرح سے عرفان الٰہی اور حق تعالیٰ کا انکشاف عنایت ہوا ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہماری محدود عقل اس کی پوری حقیقت کو سمجھ سکتی ہے۔ خدا کی حقیقت اور حضوری کے احساس سے انسان کے دل میں لازماً دہشت اور حیرت پیدا ہوجاتی ہے اور ہمیں یہ بات یعقوب کے خواب میں صاف نظر آتی ہے (پیدائش 28: 1-17)

زبور نویس یہ نصیحت کرتا ہے : "ساری زمین اس کے حضور کانپتی رہے۔ وہ عبادت کے وقت خدا کا رعب مان کر اسے سجدہ کرتا ہے (زبور 96) یہ خوف اور الٰہی عظمت کا احساس زیادہ نمایاں طور پر ابتدائی زمانوں کے مذاہب میں نظر آتا ہے اور ذاتِ الٰہی کے مکاشفے کے بڑھ جانے سے دیگر خیالات اور احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ حقیقی عبادت کا ایک دائمی پہلو ہے، کیونکہ جب انسان کو الٰہی صفات کا کام مکاشفہ بخشا گیا تو وہ انسان سے بہت بالاتر اور اس کی سمجھ سے پرے نظر آتا ہے۔ علاوہ بریں الٰہی پاکیزگی کا انکشاف خدا کے اخلاقی مطالبات ظاہر کرتا ہے اور ناپاک انسانوں میں ضرور دہشت پیدا کرتا ہے۔ اس سبب سے ابرہام خدا کو پکارتا اور کہتا ہے کہ "مَیں نے خداوند سے بات کرنے کی جرات کی اگرچہ میں خاک اور راکھ ہوں" (پیدائش 18: 27)۔ اور یسعیاہ فرشتوں کی عبادت اور خدا تعالیٰ کا رویا دیکھ کر یوں بول اُٹھا: "مجھ پر افسوس ! میں تو برباد ہوا! کیونکہ میرے ہونٹ ناپاک ہیں۔ اور نجس لب لوگوں میں بستاہوں، کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا" (یسعیاہ 6: 5)

ہمارے خداوند یسوع نے خود خدا سے جو کہ منصفِ اعلیٰ ہے ڈرنے کی تعلیم دی (متی 10: 28) عبرانیوں کے خط کا مصنف بھی عبادت کے متعلق نصیحت کرتے وقت اسی الٰہی خوف کا ذکر کرتا ہے (عبرانیوں 12: 28-29)

چنانچہ عبادت محض یہ نہیں کہ مخلوق اپنے خالق کے سامنے اپنے تئیں پست کرے بلکہ یہ بھی کہ گنہگار اپنے منصف کے سامنے اپنے آپ کو پست کرے۔ موجودہ زمانے کی دین داری میں یہ ایک کمزوری ہے کہ عبادت کا یہ پہلو اکثر فراموش کردیا جاتا ہے۔

1. عبادت خدا کی تمجید ہے

کتابِ مقدس کے الفاظ میں " خدا ستائش کے لائق ہے" (زبور 18: 3) اور جب ہم اس کی تمجید کرتے ہیں تو ہم صرف اسے اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ زبور 29 : 2 کے مطابق خدا کی تمجید کرنا صادقوں کی ایک صفت ہے۔ عبرانی لوگ مخلوقات میں اور اپنی قوم کی تواریخ میں خدا کے عجیب کام دیکھ کر اس پر تعجب کرنے اور اس کی تمجید کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ ہمیں زبوروں اور عہد عتیق کے دیگر حصوں میں حمد کے گیتوں کا ایک خزانہ ملتا ہے۔ زبور نویس کی ساری زندگی حمد اور شکرگزاری سے معمور تھی (زبور 34: 1) (زبور 61: 8) ۔ اور جب یسوع ناصری میں خدا مجسم ہو کر آیا تو لوگ اس کی ستائش کرنے پر اس سے بھی زیادہ مجبور ہوئے۔ اس بات کی تحقیق میں ہمیں لوقا کی انجیل کے وہ گیت ملتے ہیں جن کا مسیحی عبادت میں ایک اہم حصہ رہا ہے۔ یسوع کے عجیب کام لوگوں کو تعجب اور تعریف کرنے کی ترغیب دیتے تھے(لوقا 4: 36) (لوقا 9: 43) (متی 14: 33) (متی 28: 9) چنانچہ اس نجات کے لئے جو خداوند یسوع مسیح میں ہمیں حاصل ہوئی ، خدا کی حمد و تعریف کرنا مسیحی عبادت کا ایک اہم حصہ ہے۔

1. عبادت خدا کے ساتھ ایک شخصی ملاقات ہے

زبور نویس زندہ خدا کی رفاقت کا آرزو مند تھا اور یہ آرزو حقیقی عبادت کی ایک شرط ہے۔ ہمیں یہ چیز خاص کر( زبور 27: 4-8) (زبور 42: 1-2) (زبور 84: 1-2) میں نظر آتی ہے۔ اس کی بڑی تمنا زندہ خدا سے ملنے ، اس کے جمال کو دیکھنے اس کی بارگاہ میں رہنے اور اس کی حضوری میں اپنا وقت گزارنے کی تھی، کیونکہ وہیں کامل شادمانی ہے(زبور 16: 11) لہٰذا ہماری ساری عبادت ہمارے دلوں کی گہری آرزوؤں سے اٹھنی چاہئے، اور بڑی خوشی کا منبع ہونی چاہئے (زبور 43: 4) لوقا 24: 52-53)

جس طرح ہمیں اپنے جانی دوست کے ساتھ وقت گزارنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے اسی طرح ہمیں خدائے ذوالجلال کی رفاقت میں وقت گزارنے میں مسرت حاصل ہونی چاہئے۔ ایک مسیحی استاد نے اپنے ایک شاگرد سے پوچھا کہ تمہاری دعا کا کیا مضمون ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ خدا کے جمال کو دیکھنا اور اس بات پر خوشی کرنا کہ اس کا جمال کس قدر عجیب ہے۔

1. عبادت قربانی ہے

جب عبادت کرنے والا الٰہی راز کے سامنے اپنے تئیں پست کرتا ہے، الٰہی جلال کی تعریف کرتا اور زندہ خدا کی رفاقت کی تلاش کرتا ہے تو وہ اس بات پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اپنی روحانی و جسمانی ملکیت میں سے تھوڑا بہت خد اکی نذر کرے۔ جانوروں کی قربانیاں اور بے جان چیزوں کے نذرانے تمام ممالک میں عبادتوں کا ایک اہم حصہ اور عبادت کی ابتدائی صورت ہیں۔ قربانی کے اس نشان سے انسان چاہتا ہے کہ کوئی چیز خد اکو دے تاکہ اس فعل سے وہ اپنے آپ کو اس کے تابع ظاہر کرے ۔ انسان عموماً اپنے لئے کثرت سے مال و متاع حاصل کرنے کی کوشش میں رہتا ہے، مگر قربانی کے وقت وہ رضامندی سے بغیر شرط کے تھوڑا بہت خدا کی نذر کرتا ہے۔ قربانی کے پرانے طریقے تو متروک ہوگئے ہیں، تاہم تمام حقیقی عبادتوں میں قربانی کا اصول پایا جاتا ہے۔ اسی طرح زبور نویس جہاں جہاں جانوروں کی قربانیوں کی بے قدری ظاہر کرتا ہے، وہان وہ شکستہ روح کی قربانی کا ذکر بھی کرتا ہے (زبور 51: 17) ۔ اس حقیقت کو ہم انجیل مقدس میں دیکھتے ہیں۔ اس میں مسیحی عبادت کے لئے قربانی کا لفظ آیا ہے۔ ہماری عبادت (1پطرس 2: 5) کے مطابق ایک کہانتی قربانی ہے، جو جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر پیش کی جاتی ہے۔ یہ حمد کی قربانی بھی کہلاتی ہے (عبرانیوں 13: 15) ۔ عبادت کی اعلیٰ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب ہم خدا کی اس رحمت کے سبب جو مسیح میں ہم پر ہوئی اپنی ساری شخصیت کو ایک زندہ ، پاک اور خدا کو پسندیدہ قربانی کے طور پر اس کی نذر کرتے ہیں(رومیوں 12: 1)۔

یہ بات ہر قسم کی عبادت کے بارے میں درست ہے ، مگر خاص کر عشائے ربانی کے بارے میں جہاں مسیح کی کامل قربانی کو یاد کرکے ہم اس کے فدیہ عظیم کے ساتھ متحد ہو کر اپنے آُ کو زندہ قربانی ہونے کے لئے چڑھاتے ہیں۔ ہماری ساری عبادت مسیح کے وسیلے سے پیش کی جاتی ہے، کیونکہ فقط اسی کے وسیلے سے ہم باپ کو جانتے ہیں اور فقط اسی میں ہو کر ہم کامل طور پر عبادت کرسکتے ہیں۔

سوال نمبر 3: عبادت کے اجزاء کیا ہیں؟

جواب: عبادت چاہے تنہائی میں کی جائے یا جماعت میں اس میں مندرجہ ذیل باتیں پائی جاتی ہیں:

1. گناہوں کا اقرار

جس وقت ہم خد اکی پاک حضوری میں آتے ہیں تو خود کو گنہگار جانتے اور توبہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کے قدموں میں گرا دیتے ہیں ، تاکہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہوکر اس کے آگے خالص عبادت کی قربانی چڑھا سکیں۔ اسی طرح یسعیاہ نبی نے ہیکل میں پکار پکار کر اپنی گنہگاری پر افسوس کیا، جب تک کہ ایک سلگتے ہوئے کوئلے نے اس کے لبوں کو صاف نہ کر دیا۔ پطرس نے بھی اپنے آپ کو خداوند یسوع کے پاؤں پر یہ کہہ کر گرادیا کہ "اے خداوند ! میرے پاس سے چلا جا کیونکہ میں گنہگار آدمی ہوں" (لوقا 5: 8) اور یوحنا عارف مسیح کے جلال کے سامنے "اس کے پاؤں میں مُردہ سا گر پڑا" (مکاشفہ 1: 17)۔ اکثر لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے سے انکار کرکے اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں (1یوحنا 1: 8) ۔ اس طرح وہ جھوٹے بن جاتے ہیں اور جھوٹوں کی پناہ میں آڑ لیتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جھوٹے لوگ سچے خدا کی عبادت نہیں کرسکتے۔ عبادت کا پہلا قدم یہی ہے کہ اپنے متعلق سچائی کو جانیں کیونکہ اسی کو توبہ کہتے ہیں۔ توبہ کے عمل کے بعد ہی ہم سچائی سے سچے خدا کی عبادت کرسکتے ہیں۔

1. شکر گزاری

جب ایماندار خدا کو اپنا خالق و رازق اور کائنات کا خالق و مالک اور ہر نیک انعام کا بخشنے والا تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کے آگے اپنی حمد کی شکر گزاری پیش نہ کرے۔ اس ضمن میں عہد عتیق و جدید دونوں خدا کی شکر گزاری سے معمور نظر آتے ہیں۔ بہت سے زبوروں مثلاً 9، 103، 106، 107، 116 اور لوقا کی انجیل کے گیتوں کا بڑا مضمون یہی ہے ۔ مقدس پولس رسول کے تقریباً ہر ایک خط سے شکر گزاری کی خوشبو آتی ہے ۔ نیز کلسیوں 4: 6 اور 1 تیمتھیس 3: 4 میں شکرگزاری کے لئے خاص حکم ہے ۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کے بعد مسیحی خدا کی شکرگزاری کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔بہت سی مسیحی جماعتوں کی عبادت اس لئے کمزور اور مُردہ سی ہے کیونکہ ان کی عبادتیں شکرگزاری کی روح سے خالی ہیں۔ خدا کی نعمتیں حاصل کرکے اس کا شکر گزار نہ ہونا سب سے بڑی ناشکری ہے۔

1. دعا

ہم بچوں کی طرح اپنی ضرورتیں لے کر اپنے آسمانی باپ کے پاس آتے ہیں اور اپنی فکروں کا بوجھ اس پر ڈال دیتے ہیں کیونکہ اس کو ہمارا خیال ہے (1پطرس 5: 7) ۔ ساتھ ہی جیسے کہ کتابِ مقدس اکثر ہمیں نصیحت کرتی ہے ہم دوسروں کی طرف سے بھی منت کرنے آتے ہیں اور پاک کلیسیا کی رفاقت میں خدا کے تخت مبارک کے سامنے اپنی دعائیں اس کی دعاؤں کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ دو طرح کی دعائیں یعنی اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا مانگنا عبادت کا ایک اہم حصہ ہے۔

1. گیان دھیان

بوقت گیان دھیان ہم خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تاکہ جو کچھ وہ اپنے پاک کلام یا کسی وعظ کے ذریعے ہم سے کہنا چاہتا ہے ہم سنیں۔ ہر عبادت میں وعظ کا ہونا لازمی نہیں، لیکن ہر عبادت میں پاک کلام کی تلاوت لازمی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم خاص کر اپنی شخصی عبادت میں پاک کلام کے اس اقتباس کے معنوں پر سوچ بچار کریں جو دورانِ عبادت پڑھا گیا تھا اور اپنے لئے اس کا پیغام حاصل کرنے میں وقت صرف کریں۔

1. حمدو پرستش

اس مقام پر ہم عبادت کی اعلیٰ منازل تک پہنچتے ہیں۔ اعتراف میں ہم صفائی کے لئے اپنے گناہوں کو خدا کے پاس لے آتے ہیں۔ شکرگزاری میں ہم نے اپنی نعمتوں کا اور دعا میں اپنی ضروریات کا اس کے آگے ذکر کیا ہے اور گیان دھیان میں ہم نے اس کی آواز کو سننے کے لئے اپنے دل کھول دیئے ہیں۔ اب کچھ عرصے کے لئے ہم اپنے گناہوں ، اپنی ضروریات ، اور اپنی برکات کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اس منزل پر ہم صرف خدا کی ذات اقدس پر غور و خوض کرتے ہیں کہ اس کی ذات اور صفات کیسی ہیں۔ اور یوں ہم اس کے جلال اور جمال کی پرستش میں محور ہوجاتے ہیں۔ ایسی حالت مقدس یوحنا عارف کی طرح ہمارے دل آسمان تک بلند کئے جاتے ہیں۔ اور ہم فرشتوں اور تمام مخلوقات کے ساتھ خدا کی پرستش میں شریک ہوجاتے ہیں۔ (مکاشفہ 5: 11-14) ۔

مکمل عبادت میں ان سب اجزا کا ہونا ضروری ہے۔ مگر ان کی ترتیب مختلف ہوتی ہے۔ ہم پرستش سے شروع کرکے مقابلے کے طور پر گناہوں کے اقرار کی طرف جاسکتے ہیں۔ جیسے یسعیاہ باب 6 میں مرقوم ہے۔ اقرار سے شکرگزاری یا دعا پیدا ہوسکتی ہے، تاکہ ہم اپنے گناہوں پر غالب آنے کی طاقت حاصل کریں۔ گیان دھیان اکثر ہمیں پرستش کی طرف راغب کرتا ہے۔ مگر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باقی اجزا میں سے کوئی چیز گیان دھیان سے پیدا ہو اور یہ اس بات پر موقوف ہوگا کہ پاک کلام کا منتخب حصہ جو زیر مطالعہ ہے ہمیں گناہ کے اقرار یا خدا کی نعمتوں کی شکرگزاری کی طرف یا اس کی پاک مرضی پوری کرنے کے لئے مائل کرے کہ ہم خدا کے فضل کے لئے درخواست کریں۔ آخری جز یعنی پرستش کو آسانی سے نظر انداز کیا جاتا ہے، لیکن یہی سب سے حقیقی عبادت ہے، کیونکہ یہ حصہ پوری طرح خدا پر مرکوز ہوتا ہے۔

سوال نمبر 4: پرانے اور نئے عہد نامے کی عبادت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

1. عہد عتیق میں عبادت
2. قبل از موُسیؔ

کتابِ مقدس کے پہلے ابواب میں انسان ویسے ہی خدا کی عبادت کرتا ہوا نظر آتا ہے جیسے اسے اس وقت مکاشفہ ملا۔ عبادت کے وہ پہلے اعمال جن کا ذکر کیا گیا ہے ، وہ قائن اور ہابل کا ہدیہ ہےکہ جو ہدیہ قبول کیا گیا وہ جانورکی قربانی کا تھا۔ جبکہ یہ صرف جانور کی ہی بات نہیں یہ اس بات کی ترجمانی ہے کہ اپنے پہلوٹھے پھلوں سے خالص نیت کے ساتھ خداوند کے حضور قربانی گزرانو۔ رفتہ رفتہ خدا کا مکاشفہ بڑھتا گیا اور اس کے نام انسان پر ظاہر ہوتے گئے: خدا تعالیٰ (پیدائش 14: 19)، خدائے قادر (پیدائش 17: 1)، خدائے ابدی (پیدائش 21: .33) ۔ اس طرح لوگ بہتر طور پر خدا کو جاننے لگے اور ان کی عبادت میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ نوح کے طوفان سے پیشتر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نہ صرف قربانی چڑھاتے تھے بلکہ دعا بھی کرتے تھے (پیدائش 4: 26) ۔ طوفان کے بعد عبادت کے خاص مقامات یعنی مذبح وغیرہ مقرر ہوئے (پیدائش 12: 7، 13: 18)۔

کتابِ مقدس میں سفارشی دعا بھی پائی جاتی ہے۔ ابرہام سدوم کے لئے شفاعت کرتا ہے (پیدائش 18: 23-33)۔ اور اس کا نوکر جو اضحاق کے لئے بیوی کی تلاش میں بھیجا گیا اپنے اور اپنے کام پر خدا کی برکت طلب کرتا ہے (پیدائش 24: 12-14)۔ ساتھ ہی لوگ خدا کی تمجید کرتے اور اس کو مبارک کہتے ہیں (پیدائش 14: 20)، (پیدائش 24: 27)۔ الٰہی عظمت کے راز کے سامنے انسان اپنے تئیں پرستش میں جھکاتا ہے (پیدائش 18: 27) ، (پیدائش 28: 16-17)۔ قربانی کا رواج جاری رہتا ہے حالانکہ اس کے اسباب کی بابت کوئی تعلیم نہیں ملتی۔ اس زمانے میں کوئی عبادت نظر نہیں آتی جو حقیقی معنوں میں جماعتی ہو۔

1. مُوسوی انتظام ِ عبادت

**قربانیاں**

موسوی شریعت کے مطابق ذبیحے اور نذر کی قربانیاں عبادت کا سب سے اہم حصہ تھیں۔ ان سب کو اس مرکزی مقدس میں چڑھانا لازم تھا جو بعد ازاں یروشلیم میں قائم ہوا۔ یہی خدا چنا ہوا طریقہ تھا، جس سے وہ اپنے لوگوں کے ساتھ ملتا تھا(خروج 29: 43-46)۔ یہ قربانیاں مختلف اقسام کی تھیں اور وہ مقاصد جس کے سبب وہ لوگ قربای چڑھاتے تھے متفرق تھے۔

کلامِ مقدس میں قربانیوں کے تین درجات

1. پوری سو ختنی قربانی

اس میں تمام ذبیحہ یا ہدیہ خدا کو نزر کیا جاتا ہے اور آگ سے بھسم کیا جاتا ہے (احبار 1: 13)۔ اس میں خدا کو کوئی قیمتی چیز دینے کا تصور ہے، مگر ایسی قربانیاں کفارے کے تصور سے خالی نہیں ہیں۔ (احبار 1: 4)۔ اس قسم کے ذبیحے عموماً تمام اُمت کی خاطر چڑھائے جاتے تھے، جیسے صبح و شام کی قربانی میں جو ہر روز گزرانی جاتی تھی (خروج 29: 41-43) اور سالانہ عیدوں میں (احبار 28 اور 29 باب)۔ ذبیحے میں جو چیز خدا کی نذر کی جاتی ہے ایک مُردہ لاش نہیں بلکہ اُس جانور کی جان ہے، جو ذبح کرنے کے وسیلے سے چڑھائی گئی ہے۔

**میدہ کی قربانی:** اور اس قسم کے دیگر نذرانے انسان کے ہدیئے ہیں جنہیں وہ خدا کے سامنے پیش کرتا ہے (احبار 2: 1-3)۔

**مسیح کی قربانی:** سوختنی قربانی کی صورت میں پیش کی گئی ہے (افسیوں 5: 2)۔

1. سلامتی کی قربانیاں

یہ اس لئے اس نام سے موسوم تھیں کیونکہ ان کے وسیلے سے خدا کے ساتھ پُرامن تعلقات قائم رکھے جاتے تھے۔

یہ قربانیاں تین قسم کی تھیں:

1. شکرانے کی قربانیاں (احبار 7: 12)۔
2. مَنّت کی قربانیاں (احبار 7: 12)۔
3. رضا کی قربانیاں (احبار 7: 12)۔

ان قربانیوں کے چڑھانے کے طریقوں کا بیان احبار باب 3 میں مرقوم ہے۔ گوشت کا زیادہ تر حصہ

گزراننے والا اپنے خاندان سمیت کھاتا تھا، جیسے فسح کے کھانے کا دستور تھا۔ اور اس مقدس ضیافت کے وسیلے سے عبادت کرنے والا خدا کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا۔ یہ تصور بُتوں کی قربانیوں میں اور عشائے ربانی میں بھی پایا جاتا ہے، جیسے مقدس پولس 1 کرنتھیوں 10: 11-21 میں تعلیم دیتا ہے۔ شراکت کی ضیافت ہیکل کے اندر کھائی جاتی تھی، اور یہ بڑی خوشی کا موقع ہوا کرتی تھی (استثناء 12: 6-12)، (استثناء 27: 7)، (1تواریخ 29: 22)۔

خوشی عبرانی عبادت کی ایک نمایاں صفت تھی جسے حزقیا کے زمانے کی عید فسح کے متعلق بیان کیا گیا ہے (2 تواریخ 30: 21-26)۔

سلامتی کی قربانیوں میں کفارے کا تصور خاص اہمیت نہیں رکھتا ، لیکن یہ پورے طور سے اس سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے کہ فسح کے برّے ہی کا ذکر کرتے ہوئے یوحنا نے کہا تھا "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے" (یوحنا 1: 29)۔ اسی طرح مقدس پولس مسیح کو ہماری فح قرار دیتا ہے (1 کرنتھیوں 5: 7-8)۔

1. گناہ اور خطا کی قربانی

یہ قربانی واضح طور پر کفارے یعنی گناہوں کو ڈھانکنے کے لئے چڑھائی جاتی تھی۔ عبرانی لفظ Kipper کے معنی ڈھانکنے کے ہیں اور اسی سے لفظ "کفارہ " نکلا ہے۔ یہ ایامِ اسیری کے بعد سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی جب بنی اسرائیل میں گناہوں کا زیادہ احساس پایا جاتا تھا۔ یومِ کفارہ کی رسوم اسی قسم کی تھیںاور ان کے وسیلے سے عبرانیوں کے خط کا مصنف مسیح کی قربانی کی تشریح کرتا ہے۔ تاہم یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہئے کہ تمام گناہ قربانی سے ڈھانکے جاسکتے تھے۔ اس کا واسطہ زیادہ تر اُن تقصیروں سے تھا جو رسمی پاکیزگی کے خلاف ہوتی تھیں یا ان گناہوں سے جو لاعلمی میں سر زد ہوتے تھے۔ اس قربانی میں ان گناہوں کا کفارہ نہیں ہوتا تھا جو دیدہ دانستہ بے باکی سے کئے گئے ہوں (گنتی 15: 30-31)۔ ایسے گناہوں کی معافی کا انتظام یومِ کفارہ کی صرف اس رسم میں کیا جاتا تھا، جب سردار کاہن ایک بکرے کے سر پر ہاتھ رکھ کر لوگوں کی بدکاریان اس پر لاد دیتا تھا۔ مگر وہ بکرا قربان نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بیابان میں چھوڑ دیا جاتا تھا (احبار 16: 20-22)۔

دیگر اقسام کی عبادتیں

قربانیوں اور نذرانوں کے سوا دیگ قسم کی عبادتیں موسوی شریعت میں کم اہمیت رکھتی تھیں۔ قربانیوں کے ساتھ چند رسوم عمل میں آتی تھیں، بخور جلانا اس دعا کی علامت تھا جو خدا کے حضور مانگی جاتی تھے (زبور 141: 2)، (مکاشفہ 5: 8)۔ زبور گائے جاتے ، پانی یا مے کا تپاون اُنڈیلا جاتا تھا اور کاہن ہاتھ بڑھا کر کلمہ برکت سناتا تھا (احبار 9: 22)۔ اس کلمے کے مقررہ الفاظ (گنتی 6: 23-26) میں دیئے گئے ہیں۔ توریت میں خدا کی حمد کے نغمے بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر بحیرہ قلزمکے پار کرنے کے موقع پر موسیٰ کا گیت (خروج 15: 1-18)، موسیٰ کا آخری گیت (استثناء 32 باب) اور بارہ قبائل کو اس کا برکت دینا ، جس کے آخر میں خدا کی ستائش آتی ہے (استثناء 33: 26-29) میں بھی ہمیں تعلیم دی جاتی ہے۔

1. بعد از مُوسیٰ

قربانیوں کا سلسلہ 70ء تک جاری رہا۔ صرف 586 ق۔ م کے بابلی حملے کے وقت 50 سال تک اور 168 ق-م کی ایذا رسانی کے وقت چند سال تک بند رہا۔ اس کے علاوہ عبادت کا کوئی اور خاص انتظام مقرر نہ ہوا۔ لیکن عبادت کے مختلف طریقے ان کے ساتھ جن کا حکم موسوی شریعت میں ملتا ہے مروج ہونے لگے۔

رقص اور موسیقی

ان میں سے ایک طریقہ ناچنے کا ہے۔ مثلاً داؤد نبی عہد کے صندوق کے آگے ناچا (2 سیموئیل 6: 14-15)۔ اور ناچ میں خداوند کی تعریف کرنے لگا۔ یہ طریقہ موسوی شریعت میں بھی پایا جاتا ہے(زبور 150: 4)، (زبور 149: 3)، (خروج 15: 20)۔ اس کے ساتھ موسیقی کا بھی استعمال تھا۔ (2سیموئیل 6: 5)۔

جماعتی دُعا

رفتہ رفتہ دعا اور مناجات پہلے کی نسبت زیادہ اہمیت رکھنے لگیں، اور یہ خاص موقعوں پر اجتماعی رنگ میں ہوتی تھیں۔ جب داؤد نے ہیکل کے لئے جمع کردہ اشیا کی تقدیس کی تو اس نے سب کے سامنے نہایت خوبصورت الفاظ میں خداوند کا شکر کیا، اس کی تعریف کی اور بنی اسرائیل کے لئے دعا مانگی (1تواریخ 29: 10-20)۔ اور جب سلیمان نے ہیکل کی تقدیس کی تو اسنے ایک لمبی دعا مانگی ، جو زیادہ تر قوم کے لئے ایک سفارش تھی (2 تواریخ 6: 14-42)۔ اس سے پیشتر قربانی اور جماعتی حمد کی عبادت ہوچکی تھی، اور اب عوام کی پرستش اور حمد کی باری آتی ہے 2 تواریخ 7: 1-3)۔ جب خداوند کا جلال اس گھر پر چھا گیا، تو سب بنی اسرائیل دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے وہیں فرش پر منہ کے بل گر کر سجدہ کیا اور خداوند کا شکر ادا کیا کہ وہ بھلا ہے اور اس کی رحمت ابدی ہے۔ یہ ساری عبارت بہت اہم ہے، کیونکہ یہ ایک بڑے موقع کی جماعتی عبادت کی تصویر پیش کرتی ہے۔

زبور

داؤد کے نبی کے زمانے سے پہلے دعا اور حمد کے لئے خاص کلمات پائے جاتے ہیں، جو عبرانی شاعری کے طریق کے مطابق مناجات کے کلمات ہیں (گنتی 6: 24-26)، (گنتی 10: 35) اور شکر گزاری کے کلمات ہیں (1سلاطین 3: 1) اور حمد کے کلمات ہیں (خروج 15: 21)۔ یہ آخری دو کلمات اور غالباً اور کلمات بھی مثلاً "خداوند بھلا ہے اس کی رحمت ابدی ہے" (2تواریخ 7: 3) مقدس میں بوقت عبادت استعمال ہوتے تھے۔ سب سے پہلے زبوروں میں سے وہ جو داؤد کے زمانے کے ہیں۔

1. عہدجدید میں عبادت
2. یہودی عبادت خانے

وہ لوگ جن کے درمیان ہمارا نجات دہندہ پیدا ہوا جیسا کہ لوقا 1 اور 2 ابواب میں ظاہر ہوتا ہے ایسے دین دار یہودی تھے، جن کی زندگیوں کا مرکز ہیکل اور عبادت خانوں کی عبادت تھی۔ ہمارے خداوند کا دستور تھا کہ ہر سبت کو عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا، اور اس کے شاگرد قیامِ کلیسیا کے بعد بہت بدت تک ایسا ہی کرتے رہے۔ لہٰذا لازمی بات تھی کہ مسیحی عبادت کے آغاز میں اس پر یہودی عبادت خانے کا بڑا اثر ہوا ۔ عبادت خانوں کا آغاز تو کہیں بیان نہیں ہوا مگر غالباً اسیری کے وقت جب یہودی لوگ ہیکل اور اس کی عبادتوں سے دُور تھے عبادت خانے استعمال میں آنے لگے۔ پھر اسیری سے واپسی کے بعد یہ نئی طرزِ عبادت ارضِ مقدس میں بھی جاری رہی، کیونکہ یہ لوگوں کی زندگی کا ایک حصہ بن چکی تھی۔ خداوند مسیح کے زمانے میں ہر ملک میں تقریباً ہر یہودی جماعت کا اپنا عبادت خانہ ہوتا تھا، اور روما اور یروشلیم جیسے بڑے شہروں میں بہت سے عبادت خانے تھے۔ خداوند مسیح کے زمانے کے عبادت خانوں کی عبادت کے معتبر بیانات صرف (لوقا 4: 15-21 اور اعمال 13: 14-45) میں پائے جاتے ہیں۔ یہودی کتاب مشنہ میں اس طرزِ عبادت کا مفصل بیان آتا ہے، مگر یہ تیسری صدی عیسوی کا ہے۔ خداوند مسیح کے زمانے میں جو طریقہ رائج تھا، وہ غالباً یوں تھا:

٭ تخلیقِ عالم کے لئے حمد اور مسیحِ موعود کی آمد کے لئے دعا۔

٭ محبت کے خدا کے آگے مخصوصیت کی دعا۔

خدائے واحد کا اقرار (شماع) یعنی (استثناء 6: 4-9)

٭ صادق القول خدا کی پرستش کی دعا۔

1. مسیحی عبادت خانے
2. مسیحی کلیسیا اور یہودی عبادت

ابتدائی مسیحی کچھ سالوں تک ہیکل ہی میں عبادت کرتے رہے۔ (اعمال 3: 1) میں پطرس اور یوحنا عبادت کرنے کے لئے ہیکل میں جاتے ہیں اور (اعمال 21: 23-27) سے ظاہر ہے کہ قیام کلیسیا کے 25 سال بعد بھی یروشلیم کے مسیحی ہیکل ہی میں عبادت کرنے کے عادی ہیں۔ پولس بھی ہیکل کی ایک ایسی رسم میں شریک ہوتا ہے جس میں قربانی کرنی پڑتی ہے۔ غالباً کچھ مسیحی ہیکل کی بربادی تک اسی طرح کرتے رہے۔ لیکن ہیکل کی عبادت کا مسیحی عبادت پر کوئی زیادہ اثر نہ ہوا حالانکہ انجیل کے مصنفین مسیحی خادمانِ دین کی خدمت کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ گویا اس میں یہودی کہانت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور بشپ صاحبان اور بزرگوں کو کاہن کہتے تھے۔

1. انجیل کے زمانے میں مسیحی عبادت (رسولی زمانہ)

مسیحی شروع سے اپنے خداوند کے حکم کے مطابق عشائے ربانی منانے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور قسم کی عبادت ہوتی تھی، جو زیادہ تر یہودی عبادت خانوں کے طریقے کے مطابق تھی۔ اس کے اجزا حسب ذیل تھے:

1. کتابِ مقدس کی تلاوت: تلاوت پہلے عہد عتیق کی اور بعد ازاں رسولوں کے خطوط کی ہوتی تھی (کلسیوں 4: 16)، (1 تھسلنیکیوں 5: 27)، (1 تیمتھیس 4: 12)۔
2. گیت اور مزامیر: 1 کرنتھیوں 14: 26 میں پولس رسول ان کے گانے کے لئے خاص ہدایت کرتا ہے (افسیوں 5: 19)، (کلسیوں 3: 16)۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے ابتدائی زمانوں کے گیتوں کے چند فقرے انجیل میں آتے ہیں (افسیوں 5: 14)، (1تیمتھیس 3: 16)۔
3. دعائیںاور شکرگزاریاں: دعائے عام کے لئے پولس خاص مضامین مقرر کرتا ہے۔ کل انسان، بادشاہ، اعلیٰ اختیارات ، امن و امان (1 تیمتھیس 2: 1-2)۔ ایسی دعائیں اور شکر گزاریاں ایک ہادی بولتا تھا اور جماعت آمین کہتی تھی(1 کرنتھیوں 14: 16)۔
4. وعظ: بعض اوقات یہ نبوت سے دیا جاتا تھا، جب خدا روح القدس کی معرفت کسی پر کوئی خاص مکاشفہ نازل کرتا تھا۔ (1کرنتھیوں 14: 29-32)۔

سوال نمبر 5: عید فصلی شکر گزاری اور ملکی دنوں پر نوٹ لکھیں۔

جواب: **فصلی شکر گزاری:** ہر دیہاتی پاسبان فصلی چندے کی اہمیت کو سمجھتا ہے، مگر ہر ایک اسے ایک سنجیدہ عبادت کا موقع نہیں سمجھتا۔ سننے میں آتا ہےکہ بعض مقامات پر خادم الدین گھر گھر جا کر خود لوگوں سے اُن کے فصلی نذرانے جمع کرتا ہے۔ یوں اس بات کا کم احساس ہوتا ہے کہ فی الواقع پروردگار عالم کی شکرگزاری کی جاتی ہے اور لوگوں کے عطیات اس کو نذر کئے جاتے ہیں۔ برعکس اس کے کلیسیا کو چاہئے کہ تمام نذرانے خدا کے گھر میں لائے جائیں اور سنجیدگی سے خدائے کریم کے حضور میں پیش کئے جائیں۔ جہان کوئی عبادت خانہ موجود نہیں وہاں لوگ اپنے نذرانے اس جگہ لا سکتے ہیں جہاں عبادت کی جاتی ہے۔ بعض مقامات پر عبادت سے پیشتر ایک جلوس مسیحیوں کے گھروں کاچکر لگاتا ہے تاکہ ہر ایک شخص کو اس فرض کے بارے میں یاد دلایا جائے اور عبادت کے لئے تیار کیا جائے۔ دورانِ عبادت شکرگزاری کے گیت گائے جائیں اور خاص خاص موزوں پڑھے جائیں۔

" کیونکہ خُداوند تیرا خُدا تُجھ کو ایک اچھّے مُلک میں لِئے جاتا ہے ۔ وہ پانی کی ندیوں اور اَیسے چشموں اور سوتوں کا مُلک ہے جو وادِیوں اور پہاڑوں سے پُھوٹ کر نِکلتے ہیں۔" (استثناء 8: 7)

") جِن قَوموں کو خُداوند تُمہارے سامنے ہلاک کرنے کو ہے اُن ہی کی طرح تُم بھی خُداوند اپنے خُدا کی بات نہ ماننے کے سبب سے ہلاک ہو جاؤ گے۔"(استثناء 8: 20)

مُلکِ موعود میں بس جانے کے بعد لوگوں کے لئے لازم تھا کہ وہ خدا کے مسکن میں جائیں‏، اور اپنی پیداوار کے پہلے پھلوں کو کاہن کے سامنے پیش کریں۔ خداوند نے جو کچھ اُن کے لئے کیا‏، یہ اُس کی شکرگزاری کے اِظہار کے طور پر تھا۔ تب اُنہیں اپنے ساتھ خدا کے پُرفضل تعلقات کو یاد کرنا تھا‏، اپنے بزرگ یعقوب‏، مصر کی غلامی‏، خدا کی پُر زور مخلصی اور اُس ملک پر قبضے کو یاد کرنا تھا جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔  (استثناء 26: 1-11)

اِس پورے باب میں موسیٰ بیان کرتا ہے کہ اِسرائیل کو کیا کیا برکتیں ملیں گی۔ پہلی چودہ آیات میں اُن برکتوں کا بیان ہے جو فرماں برداری کے نتیجے میں حاصل ہوں گی‏، جب کہ آخری ۵۴ آیات میں اُن لعنتوں کا بیان ہے جو خدا کو ترک کرنے کے نتیجے میں اُن پر نازل ہوں گی۔ موعودہ برکتوں میں قوموں میں سرفرازی‏، مادی ترقی‏، بڑھنا پھلنا‏، زرخیزی‏، فصل کی کثرت‏، جنگ میں فتح اور بین الاقوامی کاروبار شامل ہیں۔  (استثناء 28: 1-14)

"لیکن بات یہ ہے کہ جو تھوڑا بوتا ہے وہ تھوڑا کاٹے گا اور جو بُہت بوتا ہے وہ بُہت کاٹے گا۔جِس قدر ہر ایک نے اپنے دِل میں ٹھہرایا ہے اُسی قدر دے نہ دریغ کر کے اور نہ لاچاری سے کیونکہ خُدا خُوشی سے دینے والے کو عزِیز رکھتا ہے۔اور خُدا تُم پر ہر طرح کا فضل کثرت سے کر سکتا ہے تاکہ تُم کو ہمیشہ ہر چِیز کافی طَور پر مِلا کرے اور ہر نیک کام کے لِئے تُمہارے پاس بُہت کُچھ مَوجُود رہا کرے۔چُنانچہ لِکھا ہے کہ اُس نے بکھیرا ہے ۔ اُس نے کنگالوں کو دِیا ہے۔ اُس کی راست بازی ابد تک باقی رہے گی۔پس جو بونے والے کے لِئے بِیج اور کھانے کے لِئے روٹی بہم پُہنچاتا ہے وُہی تُمہارے لِئے بیج بہم پُہنچائے گا اور اُس میں ترقّی دے گا اور تُمہاری راست بازی کے پَھلوں کو بڑھائے گا۔اور تُم ہر چِیز کو اِفراط سے پا کر سب طرح کی سخاوت کرو گے جو ہمارے وسِیلہ سے خُدا کی شُکر گُذاری کا باعِث ہوتی ہے۔کیونکہ اِس خِدمت کے انجام دینے سے نہ صِرف مُقدّسوں کی اِحتیاجیں رفع ہوتی ہیں بلکہ بُہت لوگوں کی طرف سے خُدا کی بڑی شُکر گُذاری ہوتی ہے۔اِس لِئے کہ جو نِیّت اِس خِدمت سے ثابِت ہُوئی اُس کے سبب سے وہ خُدا کی تمجِید کرتے ہیں کہ تُم مسِیح کی خُوشخبری کا اِقرار کر کے اُس پر تابِع داری سے عمل کرتے ہو اور اُن کی اور سب لوگوں کی مدد کرنے میں سخاوت کرتے ہو۔اور وہ تُمہارے لِئے دُعا کرتے ہیں اور تُمہارے مُشتاق ہیں اِس لِئے کہ تُم پر خُدا کا بڑا ہی فضل ہے۔شُکر خُدا کا اُس کی اُس بخشِش پر جو بیان سے باہر ہے۔" (2 کرنتھیوں 9: 6-15)

"پِھر مَیں نے نِگاہ کی تو کیا دیکھتا ہُوں کہ ایک سفید بادِل ہے اور اُس بادِل پر آدم زاد کی مانِند کوئی بَیٹھا ہے جِس کے سر پر سونے کا تاج اور ہاتھ میں تیز دَرانتی ہے۔پِھر ایک اَور فرِشتہ نے مَقدِس سے نِکل کر اُس بادِل پر بَیٹھے ہُوئے سے بڑی آواز کے ساتھ پُکار کر کہا کہ اپنی درانتی چلا کر کاٹ کیونکہ کاٹنے کا وقت آ گیا ۔ اِس لِئے کہ زمِین کی فصل بُہت پَک گئی۔پس جو بادل پر بَیٹھا تھا اُس نے اپنی دَرانتی زمِین پر ڈال دی اور زمِین کی فصل کَٹ گئی۔پِھر ایک اَور فرِشتہ اُس مَقدِس میں سے نِکلا جو آسمان پر ہے ۔ اُس کے پاس بھی تیز دَرانتی تھی۔پِھر ایک اَور فرِشتہ قُربان گاہ سے نِکلا جِس کا آگ پر اِختیار تھا ۔ اُس نے تیز دَرانتی والے سے بڑی آواز سے کہا کہ اپنی تیز دَرانتی چلا کر زمِین کے انگُور کے درخت کے گُچّھے کاٹ لے کیونکہ اُس کے انگُور بِالکُل پَک گئے ہیں۔" (مکاشفہ 14: 14-18)

ہمارے کلام میں خدا کی مہربانیوں اور شکرگزاری کے متعلق تذکرہ ہونا چاہئے۔ اس کے بعد ایک گیت شروع کیا جائے اور تمام حاضرین کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے ہدئیے لے کر (خوا ہ نقد روپے ہوں خواۃ جنس ) آگے آئیں اور بڑی سنجیدگی اور تعظیم کے ساتھ انہیں خدا کے سامنے نذر کریں۔ خادم الدین ہر ایک کے نذرانے پر دعا کرے۔ پھر نقد پیسے پاک میز پر چڑھائے جائیں اور جنس کی ڈھیریاں اس کے نزدیک رکھی جائیں۔ یہ طریقہ نہایت مؤثر اور احساسِ عبادت سے پُر ثابت ہوا ہے۔

**ملکی دن:**  ہمیں چاہئے کہ ہم مسیحی ہوتے ہوئے اپنے ہم وطنوں کی طرح ایسے دنوں کو سرگرمی سے منائیں اور عبادت کے وسیلے سے انہیں مقدس بنائیں۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ وہ عموماً اس امر میں غافل رہتے ہیں۔ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ ہم اپنے ملک کے لئے خد کا شکر کریں اور اس کے لئے الٰہی برکات کے لئے التجا کریں۔ یہ فرض وضاحت کے ساتھ کتابِ مقدس میں بیان کیا گیا ہے ، "اور اُس شہر کی خَیر مناؤ جِس میں مَیں نے تُم کو اَسِیرکروا کر بھیجا ہے اور اُس کے لِئے خُداوند سے دُعا کرو کیونکہ اُس کی سلامتی میں تُمہاری سلامتی ہوگی۔" (یرمیا 29: 7)

"ہر شخص اعلیٰ حُکومتوں کا تابِع دار رہے کیونکہ کوئی حُکومت اَیسی نہیں جو خُدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حُکومتیں مَوجُود ہیں وہ خُدا کی طرف سے مُقرّر ہیں۔پس جو کوئی حُکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خُدا کے اِنتِظام کا مُخالِف ہے اور جو مُخالِف ہیں وہ سزا پائیں گے۔کیونکہ نیکوکار کو حاکِموں سے خَوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے ۔ پس اگر تُو حاکِم سے نِڈر رہنا چاہتا ہے تو نیکی کر ۔ اُس کی طرف سے تیری تعرِیف ہو گی۔کیونکہ وہ تیری بِہتری کے لِئے خُدا کا خادِم ہے لیکن اگر تُو بدی کرے تو ڈر کیونکہ وہ تلوار بے فائِدہ لِئے ہُوئے نہیں اور خُدا کا خادِم ہے کہ اُس کے غضب کے مُوافِق بدکار کو سزا دیتا ہے۔پس تابِع دار رہنا نہ صِرف غضب کے ڈر سے ضرُور ہے بلکہ دِل بھی یہی گواہی دیتا ہے۔تُم اِسی لِئے خِراج بھی دیتے ہو کہ وہ خُدا کے خادِم ہیں اور اِس خاص کام میں ہمیشہ مشغُول رہتے ہیں۔سب کا حق ادا کرو ۔ جِس کو خِراج چاہئے خِراج دو ۔ جِس کو محصُول چاہئے محصُول ۔ جِس سے ڈرنا چاہئے اُس سے ڈرو ۔ جِس کی عِزّت کرنا چاہئے اُس کی عِزّت کرو۔" (رومیوں 13: 1-7)

" پس مَیں سب سے پہلے یہ نصِیحت کرتا ہُوں کہ مُناجاتیں اور دُعائیں اور اِلتجائیں اور شُکر گُذارِیاں سب آدمِیوں کے لِئے کی جائیں۔بادشاہوں اور سب بڑے مرتبہ والوں کے واسطے اِس لِئے کہ ہم کمال دِین داری اور سنجِیدگی سے اَمن و آرام کے ساتھ زِندگی گُذاریں۔" (2تیمتھیس 2: 1-2)

ہمیں چاہئے کہ شوق سے ایسی عبادتوں میں شریک ہوں اور یوں اپنی مسیحی شہریت کے فرائض پورے کریں اور ان کی بابت مزید تعلیم حاصل کریں۔ میری دانست میں یہ مناسب ہے کہ ایسے موقع پر قومی ترانہ گایا جائے، بے شک یہ مسیحی گیت نہیں ، لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو مسیحیت کے متضاد ہو۔

سوال نمبر 6: ہفتہ وار عبادت اور عشائے ربانی کی ادائیگی پر بیان تحریر کریں۔

جواب: عبادت کی تیاری وعظ کی تیاری سے کم اہمیت نہیں رکھتی ۔ بعض خادمانِ دین کے اس امر میں غافل ہونے کے سبب ہماری جماعتیں عبادت کی اہمیت کو ہنوز نہیں سمجھتیں اور حقیقی عبادت کی خوشی سے محروم رہتی ہیں۔ قادرِ مطلق خدا کی عبادت کی رہنمائی کےلئے دعائیہ تیاری کی بڑی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خدا کا خادم روح القدس سے معمور ہوکر رہنمائی کرسکے۔ علاوہ ازیں عبادت کے ہر حصے کی خاص تیار ہونی چاہئے۔

گیت: گیتوں کو کافی عرصہ پہلے چنا جائے۔ اگر ممکن ہوتو گانے والی ایک پارٹی ہو جو گیتوں میں رہنمائی کرے۔ یہ پارٹی ہفتہ میں کسی ایک دن مشق کرے اور ایسے گیت چنے جائیں جو عام لوگ گا سکتے ہیں۔ گیتوں کی کافی بڑی تعداد وقتاً فوقتاً استعمال میں لایا کریں۔ یہ کوشش کریں کہ سب پڑھے لکھے لوگ اپنی اپنی گیت کی کتابیں رکھیں۔ اور اس غرض سے ایک کم قیمت کی کتاب جماعت کے استعمال کے مقرر ہو۔ گیت گانے کی ترتیب آخری وقت تک جاری رکھیں اور یہ کام کسی ایسے شخص کے سپرد کریں جو عبادت میں راگ اٹھائے اور گانے میں ماہر ہو، تاکہ لوگ آواز کو کھینچ کھینچ کر گانا نہ شروع کریں۔

دعا: اگر آپ کوئی کتاب استعمال کرتے ہیں، تو ان مقامات میں کاغذ کے ٹکڑے لگائیں، جنہیں آپ پڑھنے کو ہیں۔ فی البدیہہ دعا کے لئے مضامین کی فہرست یا خیالات کا مجموعہ تحریر کریں۔ اگر کسی طرح انتظام ہو سکے تو لوگوں کو دعا کے لئے خاص باتیں پیش کرنے کا موقع دینا چاہئے، مگر دورانِ عبادت نہیں۔

تلاوتِ کلام: اگر آپ خود وِرد پڑھنا چاہتے ہیں، تو پہلے اسے پڑھنے کی تیاری کریں۔ اگر کوئی اور شخص پڑھنے کے لئے مقرر ہے تو اسے حوالہ کافی عرصہ پہلے دیجئے۔عبادت سے پہلے ہی خادم الدین جلدی عبادت خانے میں پہنچے۔ اس کو وقتِ عبادت سے کم از کم 15 منٹ پہلے حاضر ہونا چاہئے۔ لوگوں کو یہ سکھایا جائے کہ وہ وقت سے پہلے خاموشی سےاندر جاکر بیٹھے رہیں۔ تاکہ وہ اچھے سے ساری چیزوں کا معائنہ کر سکے۔

عشائے ربانی:

ایک یہودی دستور یہ تھا کہ دوستوں کے گروہ یا کسی ربی کے شاگر مل کر کھانا کھاتے یا دعا کرتے تھے۔ کھانے کے دوران میں روٹی اور پیالے پر سنجیدہ طور سے برکت مانگی جاتی تھی۔ روٹی پر ہادی یوں کہتا تھا"مبارک ہے تُو اے خداوند رب العالمین جو کہ زمین میں سے روٹی پیدا کرتا ہے"۔ اور پیالے پر کہ "مبارک ہے تُو خداوند رب العالمین جو انگور کا شیرہ خلق کرتا ہے"۔ ایسی ضیافتیں خاص کر جمعہ اور عیدوں کے موقعوں پر ہوا کرتی تھیں۔ شاگردوں کا آخری عشا اسی نوعیت کا ہے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ عید فسح کا کھانا تھا، جیسے کہ پہلی تین اناجیل ا شارہ کرتی ہوئی نظر آٹی ہیں۔ مگر اب کثیر التعداد علما کا یہ خیا ل ہے کہ ضیافت عید فسح سے چوبیس گھنٹے پہلے عمل میں آئی تھی جیسے کہ یوحنا کی انجیل ظاہر کرتی ہے۔ اس میں عام قسم کی روٹی (بے خمیری نہیں) استعمال ہوئی اور پیالہ جس میں پانی اور مے ملائے جاتے تھےایک دوسرے کو دیتے تھے۔ خداوند نے اس رسم کو بالکل نئے معنی دیئے جب آپ نے قربانی کا ذکر کیا اور اپنی یادگاری کے لئے اسے جاری رکھنے کا حکم دیا۔ (1کرنتھیوں 10: 16) میں پولس اس ضیافت کی شرکت کو مسیح کے بدن اور خون میں شریک ہونا کہتا ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ شروع ہی سے عشائے ربانی میں شکرگزاری ، قربانی اور خداوند کے ساتھ فوق الفطرت طور پر رفاقت رکھنے کے تصورات موجود تھے۔ ابتدائی کلیسیا نے رفاقت کی ان ضیافتوں کو جاری رکھا۔آمین!